یادِ رفتگاں

بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری ماموں کانجن۔

موت کے آہنی پنجہ سے کس کو رستگاری ہے؟ یہاں چل چلاؤ کا ایک سلسلہ جاری ہے سرائے عالم میں کوئی بستر لپیٹ رہا ہے۔ کوئی بستر بچھا رہا ہے۔ زندگی کے سفر کی گاڑی پر کوئی سواری اتر رہی ہے کوئی چڑھ رہی ہے۔ موت و حیات کا ایک لامتناہی سلسلہ ازل سے آرہا ہے ابد تک جاری رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قربِ قیامت میں علماء حقانی کے اُٹھ جانے سے علم اُٹھ جائے گا۔ یقین جانیئے اس حدیث کے آئینہ میں رفعِ علم کا سماں صاف دکھائی دیتا ہے۔ ۱۹۸۵ء کے آغاز سے لے کر اب تک زمین کے کتنے ستارے ٹوٹ کر آسمان کے ستاروں سے جا ملے ڈھیر ڈھیر کتنے ہی علم کے آفتاب اور ماہتاب غروب ہوتے چلے گئے۔ بعض جانے والی شخصیتیں اتنی روشن، تابندہ اور تابناک روایات رکھنے والی ہوتی ہیں کہ ایک عرصہ تک ان کی جدائی کے درد کی ٹیس محسوس ہوتی ہیں اور ان کے علمی اور دینی خلاء کو پر کرنے کی بظاہر کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ مولانا عبدالرحمان فاضلِ دیوبند بھی اسی قبیل کی شخصیت تھے۔ مولانا عبدالرحمان ہزارہ کے مردم خیز خطہ سے اٹھے اپنی محنت خلوص للہیت سعی وعمل اور علم وفضل کی بدولت شہرت کے آسمان پر پہنچے۔ موصوف نے ابتدائی تعلیم اپنے وطنِ مالوف اور آس پاس کے غیر معروف دینی مدارس سے حاصل کی دینی علوم کی تکمیل ایشیاء کی سب سے بڑی دینی دانشگاہ دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور اترپردیش بھارت سے کی اپنے علم کو مزید جلا دینے کے لیے ڈھابیل ضلع سورت مہاراشٹر (صوبہ بمبئی) میں مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ سے تخصص کی منزلیں طے کیں۔

فیصل آباد میں قیام مولانا عبدالرحمان نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت اور ڈھابیل سے تخصص کے بعد فیصل آباد سابق (لائل پور) میں قیام فرمایا۔ مدرسہ اشرف المدارس گورونانک پورہ میں اپنی تدریسی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ موصوف کی جمیع علوم پر وسیع نظر تھی۔ ذوق کتب بینی اور مطالعہ کا شوق وافر تھا ذہانت وفطانت بھی قسام ازل سے خوب ملی تھی چنانچہ چند سالوں میں ان کی تدریسی شرف نگاہی

کی شہرت دُور دُور تک پہنچ گئی۔ تمام علوم و فنون پر استحضار تھا۔ طلباء ان سے بہت متاثر تھے۔

دورِ اہتمام

خدا تعالیٰ نے جہاں انہیں بہت عمدہ تعلیمی و تدریسی ذوق سے نوازا تھا۔ وہاں نظم و ضبط اور انتظامی صلاحیتوں سے بھی خوب سرفراز تھا۔ انتظامی امور کے کنٹرول کرنے میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ مدرسہ اشرف المدارس کی انتظامیہ نے ان کی ان انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے مدرسہ کا اہتمام بھی ان کے سپرد کر دیا۔ مولانا مرحوم نے اپنے دورِ اہتمام میں تعلیم و تربیت تدریس نظم و ضبط اور نتائج کے اعتبار سے اشرف المدارس کو ملک کے سربرآوردہ دینی مدارس میں شامل کر دیا۔

جھنگ بازار کا تعاقب

جھنگ بازار میں بریلوی مکتب فکر کے مولوی سردار احمد قیام پاکستان کے بعد تشریف لائے۔ قیام پاکستان سے قبل فیصل آباد ایسا شہر تھا جہاں فرقہ واریت اور مذہبی سرپھٹول کا نام تک نہ تھا۔ مفتی محمد یونس مرحوم لائل پور کی سب سے بڑی مرنجاں مرنج علمی شخصیت تھی لیکن مولوی سردار احمد نے محلے محلے، گلی گلی تقریریں کر کے فضا کو نہایت مکدر کر دیا اور فرقہ واریت کو خوب خوب ہوا دی۔ مولانا عبدالرحمٰن فیصل آباد میں وہ پہلی شخصیت ہیں جس نے مولوی سردار احمد کا ترکی بترکی جواب دیا اور محلے محلے میں ان کا تعاقب کیا۔ ان ایام میں مولانا عبدالرحمان کا فیصل آباد بھر میں طوطی بولتا تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن کی گرفت مضبوط دلائل پختہ انداز بیان شگفتہ طرز گفتگو جاذب لب و لہجہ متوازن علمی انداز غالب اور تہذیب و شائستگی ان کا جزو اعظم تھا۔ چنانچہ ان کے خطبات جمعہ میں فیصل آباد کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا۔ مولوی سردار اور ان کے اعوان و انصار مولانا عبدالرحمان کی اس مجاہدانہ تگ و تاز سے بہت زچ ہو گئے۔

مولوی سردار اور ان کے حامیوں نے دیوبندیوں کی مساجد پہ جبراً قبضہ جمانے کے جو منصوبے بنائے تھے وہ بہت حد تک ڈھیلے پڑ گئے۔

تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

۱۹۵۳ء میں دینی جماعتوں کی متحدہ تنظیم مجلس عمل جس کے صدر مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے عمل میں آئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ملک کی ایک پرجوش ملی تاریخی بے مثال تحریک تھی۔ لاہور کے بعد فیصل آباد تحریک کا بہت بڑا مرکز بلکہ گڑھ تھا۔ تحریک کے نوٹس سے ایک دن قبل اہلحدیث کے فرزند جلیل مولانا عبیداللہ احرار اور مرزا غلام نبی جانباز گرفتار کر لیے گئے۔ کچھ دن بعد مولانا محمد صدیق فیصل آبادی اور مرحوم مولانا محمد ابراہیم خادم کو تاندلیانوالہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف جو اُن دنوں

جماعت اسلامی میں تھے وہ بھی گرفتار ہو گئے۔ مولوی سردار نے تحریک میں قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ ان ایام میں مولوی سردار کی سر ظفر اللہ قادیانی سے خفیہ ملاقاتیں مشہور تھیں۔ مولانا عبدالرحمن اور مولانا تاج محمود نے نہایت مردانہ وار بہادری اور شجاعت سے تحریک میں حصہ لیا اور بڑے باوقار طریق سے مولانا عبدالرحمن نے اپنی گرفتاری پیش کی۔ اور کئی ماہ جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

مولانا زین العابدین کی انتظامیہ میں شمولیت

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی گرفتاری سے رہائی کے بعد مولانا عبدالرحمان نے از راہ اخلاص مولانا زین العابدین کو مدرسہ کی انتظامیہ میں داخل کر لیا۔ موصوف کا مقصد یہ تھا کہ مولانا زین العابدین کی علمی انتظامی تجربات اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر اشرف المدارس کو مزید معیاری دینی مدرسہ بنایا جائے۔ لیکن بعض شخصیتیں اپنی افتادِ طبع کے ہاتھوں ساز باز کا دام ہم رنگ زمین بچھانے سے باز نہیں رہ سکتیں چنانچہ مولانا زین العابدین نے انتظامیہ کو اپنا ہمنوا بنا کر مولانا مرحوم کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بننے شروع کیے جیسا کہ مولانا زین العابدین نے ہمارے دوست مشہور احرار رہنما مولانا مجاہد الحسینی سے کیا تفصیل اس اجمال کی یوں ہے مولانا مجاہد الحسینی حج بیت اللہ کے لیے ۱۹۷۹ء میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

مولانا مجاہد الحسینی سالہا سال سے جامع مسجد کچہری بازار کے محکمہ اوقاف کے خطیب تھے۔ مولانا مجاہد الحسینی از راہِ اخلاص از راہِ احترام مولانا زین العابدین کو خطبہ جمعہ کی ہمیشہ اجازت دیتے۔ مولانا مجاہد الحسینی کے خلوص کے بدلہ کا صلہ مولانا زین العابدین نے یوں دیا کہ محکمہ اوقاف سے ساز باز کر کے مولانا مجاہد الحسینی کا تبادلہ خوشاب یا جوہر آباد کروا دیا۔ اور ان کی جگہ اپنے داماد کا تبادلہ کروا لیا۔ بالکل ایسے ہی مولانا عبدالرحمن کو زچ کرنا شروع کیا۔ مولانا مرحوم نے مولوی زین العابدین سے تنگ آ کر مدرسہ کا اہتمام بالکل چھوڑ دیا۔

تحریک عمل بالحدیث میں شمولیت

جب سے مولانا عبدالرحمن نے دورہ حدیث کیا تھا تو ان کے سینے اور دل و دماغ میں حدیث و سنت کی شمع فروزاں ہونا شروع ہو گئی تھی۔ لیکن اساتذہ کے دباؤ تسلط اور تعصب کی وجہ سے کھل نہ سکے اور جب سے انہوں نے حدیث کی تدریس اور مطالعہ شروع کیا تو دل و دماغ منور ہو گیا۔ تقلید کی بندشیں ٹوٹنا شروع ہو گئیں۔ فیضانِ نبوت نے ذہن میں وسعت اور تحقیق پیدا کر دی تا آنکہ مسئلہ تحقیق تعداد رکعت تراویح میں مشہور دیوبندی عالم مولانا سرفراز گکھڑوی سے دلائل اور تحقیق کے لیے رجوع کیا مولانا سرفراز کی علمی خیانت نے ان کو مہمیز لگائی اور مزید تحقیق کے لیے آمادہ کیا یہی جذبہ ذوقِ تحقیق

اور شوق مطالعہ حدیث ان کا تحریک عمل بالحدیث میں شمولیت کا باعث بنا جیسا کہ وہ اپنے خود نوشت رسالہ (میں اہلحدیث کیوں ہوا) میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ سہ وہ کھل کر تقلیدی زنجیروں کو توڑ کر دائرہ تحقیق یعنی مسلک اہلحدیث میں داخل ہو گئے۔

دیوبندی احباب روٹھ گئے

مولانا عبدالرحمن صاحب نے ازراہِ اخلاص اور ازراہِ تحقیق دنیوی مفادات کو تج کر پورے خلوص سے مسلک اہلحدیث کو قبول کیا۔ مولانا مرحوم کے اہلحدیث ہو جانے سے دیو بندی علماء عوام و خواص سب روٹھ گئے۔ اس سے پیشتر دیو بندی مرحوم کے علم و فضل تحقیق و دانش ذہانت و فطانت تعلیم و تدریس اور تحریر و تقریر کے نہ صرف مداح بلکہ ان کے لیے رطب اللسان رہتے تھے۔ مرحوم کے اہلحدیث ہو جانے سے گویا ان کی سب چیزیں سلب ہو گئیں۔ مولانا مرحوم نے مسلک اہلحدیث قبول کر کے نہ صرف بہت بڑے ایثار و قربانی کا ثبوت مہیا کیا بلکہ اپنے دنیوی مفادات اور عیش و آرام کو مستقل خطرہ میں ڈال دیا۔

لیکن باایں ہمہ مولانا کے استقامت استقلال ثابت قدمی اور اولوالعزمی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

خیر مقدم

جونہی مولانا عبدالرحمن نے مسلک اہلحدیث کو قبول کیا اہلحدیث عوام نے دل کی گہرائیوں اور قلب کی مسرتوں سے ان کا خیر مقدم کیا۔ دیدہ و دل ان کی فرش راہ کیے لیکن اس دردناک اذیت بھری حقیقت کے اظہار کے لیے ذرہ باک نہیں کہ جہاں اہلحدیث عوام نے مولانا مرحوم کا پرتپاک خیر مقدم کیا وہاں فیصل آباد کے مسلک اہلحدیث کے نام نہاد اجارہ دار علماء نے ان کی حوصلہ شکنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیا۔ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی نے ہمیشہ ازراہ اخلاص ان سے انتہائی حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا۔ البتہ مرزا حاجی محمد اسحاق عرف حاجی راکٹ نے مولانا عبدالرحمان سے خوب وفا کی اگرچہ ان کی وفا بھی اسلام بجز غرض نیست کی آئینہ دار تھی۔ مولانا عبدالرحمن نے زندگی بھر عسرتوں، ناداریوں اور فاقہ مستیوں کے باوجود مسلک اہلحدیث کی حقانیت و صداقت کو بیان کرنے میں سر مو فرق نہیں آنے دیا۔

تصنیف

مسلک اہلحدیث قبول کر لینے کے بعد مولانا عبدالرحمن نے متعدد رسائل اور علمی کتابیں تصنیف فرمائیں اب مولانا عبدالرحمن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلک اہلحدیث کی صداقت اور حقانیت کی تبلیغ و اشاعت میں صرف ہوتا رہا۔ چنانچہ انہوں نے متعدد علمی عنوانات پر خامہ فرسائی کی اور اپنا علم و تحقیق صفحۂ قرطاس پر بکھیرا۔ اہل علم ارباب تحقیق اور اصحاب عدل و انصاف کے سامنے اپنے رشحاتِ قلم پیش کیے۔ جنہیں حاجی مرزا محمد اسحاق شائع کرتے رہے۔ چنانچہ انکی

ان کی تصنیفات اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ خصوصاً صداقت اہل حدیث کے عنوان سے انہوں نے ایک مبسوط اور علمی تحقیق کتاب تحریر فرمائی اس کا مفصل غیر مکمل دیباچہ ان سطور کے راقم نے مولانا کی فرمائش پر لکھا۔ حاجی مرزا محمد اسحاق کی راکتانہ طبیعت نے اپنی روایاتی عجلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیباچہ کی تکمیل سے پہلے ہی اسے شائع کر دیا اور ستم ظریفی یہ فرمائی کہ مجھے کتاب کا ایک نسخہ تک بھی عنایت نہ فرمایا۔

افکار ولی اللهی

مولانا عبدالرحمٰن بنیادی طور پر فاضل مدرس اور محقق استاذ تھے۔ ان کا مطالعہ وسیع ان کی معلومات کا ذخیرہ وافر تھا۔ امام انقلاب حجۃ اللہ فی الارض حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصنیفات ان کی نظر و بصر سے بار بار گزری تھیں۔ "مسوی"، "مصفی"، "خیر الکثیر"، "ازالۃ الخفاء"، "حجۃ اللہ البالغہ" پر ان کی وسیع نظر تھی۔ افکار ولی اللہ پر انہیں کامل عبور حاصل تھا۔ چنانچہ آج کل موجودہ معاشی ناہمواریوں اور اقتصادی بدحالیوں کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے معاشیات پر افکار ولی اللہی کی روشنی میں انہوں نے کام شروع کر رکھا تھا۔ اور تقریباً ایک سال سے وہ اسی موضوع پر بڑی توجہ، مستعدی، خلوص، یک جہتی سے کام کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں مولانا مجاہد الحسینی سے ان کی ملاقاتیں، مشورے اور تبادلہ خیالات ہمیشہ جاری رہا۔ بلکہ دونوں بزرگ اس موضوع پر کام کا ایک بہت بڑا خاکہ بنا چکے ہیں۔ اس میں اب رنگ بھرنے کے عزائم تھے کہ حیات مستعارہ کی گھڑیاں پوری ہو گئیں۔ اور وہ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ مولانا عبدالرحمٰن اخلاق و عادات گفتار و کردار سیرت، داعمال طرز بود و باش، امیال و عواطف خلوص و سادگی عسرت و ناداری وسیع النظری وسعت اخلاق زہد و ورع شرافت و نجابت اور وضع داری کے اعتبار سے عظیم شخصیت کے حامل تھے۔ اب ان کا ایک ہی نصب العین تھا کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ دین کی سربلندی اور کتاب و سنت کے فروغ میں صرف ہو۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

اللہ اللہ کیا خوش بختیاں خوش نصیبیاں ہیں کہ ہزارہ کے کوہستانوں کے رجل عظیم نے پنجاب کے لالہ زاروں میں زندگی بھر دین کی شمع فروزاں رکھی دین کی کشش دین کی جاذبیت انہیں پہاڑوں سے میدانوں میں سے آئی پنجابی کے شاعر نے کیسی شاندار ترجمانی کی ہے۔

جوگی اتر پہاڑوں آیا چرخے دی گھوک سن کے۔

تلامذہ

مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند سالہا سال تک بطورِ کامیاب مدرس انہوں نے اپنی تدریسی و تعلیمی فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے۔ اس لیے ان کے تلامذہ کا حلقہ خاصا وسیع ہے علاوہ ازیں فیصل آباد کے مختلف سکولوں کالجوں اور زرعی یونیورسٹی کے طلباء نے بھی ان کے علم و فضل اور تحقیق و دانش سے خوب استفادہ کیا۔

عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت سے مولانا مرحوم کو والہانہ عقیدت تھی چنانچہ زندگی بھر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے مشن کے لیے ان کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ مرزا محمد اسحاق راکٹ نے مولانا مرحوم کے اسی جذبہ ولولہ سے متاثر ہوکر دارالمبلغ ختم نبوت کے نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا۔ جہاں اس باب میں مولانا کے علمی اور تحقیقی نکار لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا ایک ذریعہ بنا۔ اور مولانا اس موضوع پر جب لب کشائی فرماتے تو دریائے آب کے دریا بہا دیتے۔

ہفت روزہ درس قرآن

مولانا عبدالرحمان صاحب نے مسلک عمل بالحدیث کے قبول کرنے کے لیے اور شہر کے مختلف مقامات میں ہفت روزہ درسِ قرآن و حدیث کا آغاز کیا اور ہر موسم میں موسم کی لن ترانیوں کے باوجود پوری وضعداری اور استقامت سے اپنا یہ فیضان جاری رکھا۔ کتنی سعید روحیں آپ کے فاضلانہ درس سے راہ راست پر آگئیں۔

بقیہ: حضرت مولانا عبدالوہاب دہلوی

اس مسجد میں دو خطیب ہیں۔ مولانا عبدالکریم ابن مولانا عبدالرحمٰن مرحوم اور مولانا محمد عبداللہ ابن میاں احمد سپرا۔ کتب حدیث سے لگاؤ، قوتِ خرید کے باوجود اور جو نادر کتب ہوتی انہیں خود نقل کرتے۔

۱۔ مستدرک حاکم کامل درچار جلد۔ ۲۔ خلافیات امام بیہقی۔

۳۔ مجمع الزوائد کا اکثر حصہ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔

عمل: حدیث پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

حج: سات حج ادا کئے۔

ازواج: مولانا کی یکے بعد دیگرے گیارہ ازواج تھیں۔

کل اولاد و بنات ۱۵ تھے۔

اخوان: دو بھائی تھے، دو ہی اخوات تھیں۔

وفات: ۱۳۰۱ھ مدفن، سید نذیر حسین دہلوی مشرقی بغل میں مدفون ہیں۔

اللھم نور مرقدھم و ادخلھم الجنۃ "آمین"۔